محمد بن احمد الصالح / محمد عبدالہادی العمری (مترجم)

حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا مقام
(مسلمانوں کی نظر میں)

زیر نظر مقالہ میں یہ بتانے کے لیے لکھا گیا ہے کہ ان دونوں بزرگ اور پاکیزہ ہستیوں کو مسلمان کس نظر سے دیکھتے ہیں، اور اس کی بنیاد کیا ہے۔ بلا شبہ ان کا مقام نہایت بلند اور پاکیزہ ہے، اور یہ نظریہ قرآن کریم کی ٹھوس تعلیمات کی بنیاد پر ہے۔ قرآن مجید میں ان کا ذکر سرسری طور پر نہیں، بلکہ نہایت شرح و بسط کے ساتھ کیا گیا ہے، اور واقعہ کے مختلف پہلوؤں کا قرآن میں جو ذکر کیا گیا، اس میں جو باہمی ربط ہے، وہ انتہائی قابل غور ہے۔ اس سارے واقعہ میں اللہ تعالیٰ کی حکمت اور رحمت کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اس موضوع سے متعلق قرآنی آیات پر غور کرنے سے یوں اندازہ ہوتا ہے کہ گویا حضرت مریم علیہا السلام کو نہ صرف حضرت عیسیٰؑ، بلکہ رسول اکرمؐ کی آمد کی تیاری کے لیے چنا گیا، اس طرح حضرت آدمؑ سے لے کر آپؐ تک تمام انبیاء کرام کا سلسلہ ایک دوسرے سے کہیں نہ کہیں جا ملتا ہے، اس کو رسول اکرمؐ نے یوں بیان فرمایا کہ میری اور مجھ سے قبل آنے والے دیگر انبیاء کرام کی مثال یوں ہے کہ ایک آدمی نے ایک خوبصورت گھر تعمیر کیا، لیکن اس میں ایک اینٹ کے برابر جگہ خالی چھوڑ دی، پھر لوگ اس گھر کو گھوم پھر کر دیکھ کر یہ کہا کرتے کہ یہ گھر تو بڑا ہی شاندار ہے، لیکن کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس خالی جگہ کو بھی پر کر دیا جاتا، لہذا جان لو کہ وہ آخری اینٹ میں ہی ہوں، اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔ اور آپؐ نے حضرت عیسیٰؑ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا، میں اولاد آدم میں سب سے بہتر ہوں اور تمام انبیاء علاتی بھائی ہوتے ہیں، اور میرے اور عیسیٰؑ کے درمیان کوئی دوسرا نبی نہیں۔

علاتی بھائی کا مطلب باپ ایک اور مائیں مختلف ہوں، گویا اس مثال کے ذریعہ یہ بتانا مقصود ہے کہ دین کی اصل اور بنیاد ایک ہی ہے، اور شاخیں مختلف ہیں، یعنی ہر نبی کے زمانہ کے حساب سے تشریعی احکام جدا جدا رہے، لیکن اصل دعوت سب کی ایک ہی تھی۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمان مختلف انبیاء کرام کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھنا پسند کرتے ہیں، آپ کسی اسلامی ملک کی فون ڈائریکٹری یا بچوں کے ناموں کی فہرست دیکھیں تو ان میں کثرت سے انبیاء کے نام دکھائی دیں گے اور بچیوں میں متعدد ایسی ہیں جو مریم نام پسند کرتی ہیں، یہ سب کچھ ان بزرگوں کے ساتھ والہانہ محبت اور عقیدت کی وجہ سے ہے۔

دنیا کی تخلیق خالص اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مشیّت کے تحت وجود میں آئی، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''بلا شبہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، ہم نے چھ دنوں میں اس طرح پیدا کیا کہ ہمیں اس سے کوئی تکان نہیں ہوئی۔'' گویا کائنات کی تخلیق کا اتنا بڑا اور اہم کام بلا تمہید اللہ کی قدرت کُن سے شروع ہوا۔ اور حضرت آدمؑ کی تخلیق کا ذکر فرشتوں کے ضمن میں یوں وارد ہوا ہے: ''جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنا رہا ہوں (البقرہ: ۳۰)'' اور دوسری جگہ ارشاد ہے: ''جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں انسان کو مٹی سے پیدا کروں گا اور جب اس کا ڈھانچہ بن گیا اور اس میں اپنی روح سے پھونک ماری تو وہ سب سجدے میں گر پڑے۔''

گویا آدمؑ کو اپنے وجود کا علم روح پھونکے جانے سے قبل نہیں ہوا۔ کچھ اسی نوعیت کا قصہ حضرت مریمؑ کا بھی ہے، بلکہ ان کے نام پر قرآن مجید کی ایک مکمل سورت ہے، جس میں حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ کے تذکرے کے بعد حضرت مریمؑ کا ذکر کیا گیا کہ ''تم مریم کا ذکر کتاب میں پڑھو جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر ایک مشرقی حصہ میں جا بیٹھیں۔'' اِس سورہ میں بار بار رحمت اور معجزاتِ الٰہی کا ذکر ہوا ہے، گویا یہ ایک تمہید ہے، حضرت عیسیٰؑ کی آمد کی، کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کی غیر متوقع پیدائش آنے والے اس سے بڑے معجزہ ربانی کی تمہید ثابت ہوئی۔

حضرت مریمؑ کی پیدائش زوجہ عمران کے بطن سے ایک خاص پس منظر کے تحت ہوئی۔ ابن اسحاق کی روایت کے مطابق زوجہ عمران نے ایک مرتبہ ایک پرندہ دیکھا کہ وہ کس محبت اور شفقت کے ساتھ اپنے بچوں کو کھلا رہا ہے۔ اس واقعہ نے ان کی نسوانی محبت کو بیدار کیا اور انہوں نے بھی اولاد کی دعا کی اور ساتھ ہی نذر بھی مان لی، جس کا قرآن مجید میں یوں ذکر ہے: ''اے میرے پروردگار! میں نے تیرے لیے نذر کی کہ جو کچھ میرے پیٹ میں پرورش پا رہا ہے، اسے تیری راہ میں آزاد کردوں گی، تو میری اس نذر کو قبول فرما۔ یقیناً تو سننے والا اور

جاننے والا ہے۔" اور جب زچگی ہوئی تو اُنہوں نے کہا کہ "اے اللہ میرے ہاں تو لڑکی تولد ہوئی ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ باخبر ہے اس سے، اور لڑکا لڑکی کے مانند تو نہیں، اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کے شر سے محفوظ رکھنے کی دعا کرتی ہوں"، لہذا اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور مریمؑ کی پرورش بہتر انداز سے ہوئی، اور ان کی بڑھوتری بھی بھلے انداز سے ہوئی۔ زکریاؑ نے ان کی دیکھ بھال کی اور جب کبھی زکریاؑ ان کے پاس محراب میں داخل ہوتے تو وہاں کچھ رزق پاتے۔ ایک مرتبہ دریافت کیا کہ یہ تمہیں کہاں سے ملتا ہے، کہنے لگیں "یہ اللہ کے ہاں سے ملتا ہے اور اللہ جسے چاہے بے حد و حساب روزی دیتا ہے (آل عمران: ۳۵-۳۷)"، چونکہ حضرت مریمؑ حضرت زکریاؑ کی کفالت میں تھیں، اس لیے حضرت زکریاؑ ان کی تعلیم و تربیّت کے ذمہ دار بھی تھے، لیکن آیت میں رزق کا جو تذکرہ ہے کہ وہ جب کبھی وہاں جاتے رزق پاتے، مفسرین نے اس کے دو مطلب بیان کیے ہیں، ایک یہ ہے کہ بے موسمی پھل انہیں حضرت مریمؑ کے حجرہ میں دکھائی دیتے، جیسے گرما کے پھل سرما میں اور سرما کے گرمی کے زمانہ میں، اور دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا کہ وہ جب بھی داخل ہوتے، انہیں مریم کی علمی اور عمدہ باتیں سننے کا موقع ملتا۔ زیادہ لوگوں نے پہلی رائے کو ترجیح دی ہے، بلکہ حضرت زکریاؑ نے جس عمر میں بچہ کی دعا کی، بظاہر بڑھاپا میں اولاد کے امکانات نہیں، لیکن پھر بھی اللہ کی رحمت سے مایوس ہوئے بغیر وہ جس انداز سے دعا کرتے ہیں، اس سے بھی پہلی رائے ہی مناسب لگتی ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ان کی دعا نقل کی گئی۔

> یہ ہے تیرے پروردگار کی اس مہربانی کا ذکر جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی، جب کہ اس نے اپنے رب سے خفیہ خفیہ دعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار! میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہے اور سر بڑھاپے کی وجہ سے بھڑک اٹھا ہے، لیکن میں کبھی بھی تجھ سے دعا کر کے محروم نہیں رہا۔ مجھے اپنے مرنے کے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے، میری بیوی بانجھ ہے۔ پس تو مجھے اپنے پاس سے وارث عطا فرما جو میرا بھی وارث ہو اور یعقوبؑ کے خاندان کا بھی جانشین اور میرے رب تو اسے مقبول بندہ بنالے (مریم: ۲-۶)۔

یہ دعا عجز و انکسار اور رحمت الٰہی سے پر امیدی کا ایک عظیم نمونہ ہے اور یہ دعا اللہ کی قدرت پر ایمان اور اس کی صفات علیا پر بھروسے کی ایک زبردست مثال ہے اور بچے کی فرمائش

بھی کسی جاہ و جلال یا دنیوی طمع و لالچ کی غرض سے نہیں، بلکہ اس دینی مشن کے جاری رکھنے کے لیے جو خاندان نبوت کا طرہ امتیاز تھا۔ غرض حضرت زکریاؑ کی دعا، حضرت یحییٰؑ کی پیدائش اور حضرت مریمؑ کی تربیت، ان تمام چیزوں کا ایک دوسرے کے ساتھ گہرا ربط اور تعلق ہے اور غور کرنے والوں کو ہر قدم پر معجزہ اور قدرت الٰہی کے نمونے اور جلوے دکھائی دیں گے اور حضرت زکریاؑ کو دعا کی قبولیت کی جب اطلاع دی گئی کہ یہی نہیں کہ صرف بچہ ملے گا، بلکہ خاندانِ نبوت کا وارث بننے کے لائق بچہ دینے کی خوشخبری ملی، کہا گیا: ''پس فرشتوں نے اسے آواز دی جب کہ وہ حجرے میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ تجھے یحییٰ کی یقینی خوشخبری دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی تصدیق کرنے والا سردار، عورتوں سے بے رغبت اور نبی ہے نیک لوگوں میں سے (آل عمران : ۳۹)۔'' یہ ایسی بڑی خوشخبری تھی کہ حضرت زکریاؑ نے حیرت و استعجاب میں ڈوب کر مختلف سوالات کر ڈالے: ''کہنے لگے اے میرے رب! میرے ہاں بچہ کیسے ہو گا؟ میں بالکل بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے، فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے، کہنے لگے پروردگار میرے لیے اس کی کوئی نشانی مقرر کر دے، فرمایا، نشانی یہ ہے کہ تین دن تک تو لوگوں سے بات نہ کر سکے گا، صرف اشارے سے سمجھائے گا، تو اپنے رب کا ذکر کثرت سے کر اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرتا رہ (آل عمران : ۴۰-۴۱)۔'' حضرت یحییٰؑ جو سیرت و کردار کی پاکیزہ تین صفات سے متصف تھے اور پھر نبوت کے اعزاز سے مشرف ہوئے، ان کی پیدائش اور ان کے لیے حضرت زکریاؑ کی دعا وغیرہ یہ تمام باتیں حضرت مریمؑ کے سامنے تھیں، گویا ذہنی طور پر آنے والے بڑے مرحلہ کے لیے وہ بالواسطہ تیار کی جارہی تھی۔ اور پھر بالآخر وہ گھڑی آ پہنچی جب انہیں وہ بشارت سنائی گئی جس کے لیے ایک طویل تمہیدی سلسلہ چلا آرہا تھا''اور جب فرشتوں نے کہا۔ اے مریم! اللہ تعالیٰ نے تجھے برگزیدہ کر لیا اور تجھے پاک کر دیا اور سارے جہان کی عورتوں میں سے تیرا انتخاب کر لیا۔ اے مریم! تو اپنے رب کی اطاعت کر اور سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر (آل عمران : ۴۲-۴۳)'' اور حضرت مریمؑ کی پوزیشن کو واضح کرتے ہوئے قرآن نے کہا: ''یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جسے ہم تیری طرف وحی سے پہنچاتے ہیں تو ان کے پاس نہ تھا جب کہ وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ مریم کو ان میں سے کون پالے گا؟ (آل عمران : ۴۴)۔''

یہ اور اس موضوع کی مختلف آیات میں جس ایک صفت کا بار بار اعادہ کیا گیا، وہ ہے حضرت مریمؑ کی اخلاقی پاکیزگی، تاکہ اس ربانی معجزہ کو کوئی بد قماش کسی عیب یا اخلاقی برائی کا نتیجہ کہنے کی جسارت نہ کر سکے اور اسی پاکیزہ صفت کو رسول اکرمؐ نے یوں بیان فرمایا کہ دنیا کی چار بہترین خواتین ہیں۔ مریم بنت عمران، آسیہ زوجہ فرعون، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت رسولؐ، اور ان کی اسی پاکیزہ صفت کا حضرت عیسیٰؑ نے بچپن ہی میں معجزاتی طور پر اپنی زبان سے اعلان کیا: ''جب فرشتوں نے کہا۔ اے مریم! اللہ تعالیٰ تجھے اپنے ایک کلمے کی خوشخبری دیتا ہے جس کا نام مسیح بن مریم ہے جو دنیا اور آخرت میں ذی عزت ہے اور وہ میرے مقربین میں سے ہے، وہ لوگوں سے اپنے گہوارے میں باتیں کرے گا اور ادھیڑ عمر میں بھی اور وہ نیک لوگوں میں سے ہوگا، کہنے لگیں، الٰہی! مجھے لڑکا کیسے ہوگا؟ حالانکہ مجھے تو کسی انسان نے ہاتھ بھی نہیں لگایا، فرشتے نے کہا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ جب کبھی وہ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو صرف کہہ دیتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے (آل عمران: ۴۵-۴۷)۔'' آیت کے اختتام پر اس بات کا اہمیت کے ساتھ ذکر کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اسباب اور ذرائع کا پابند نہیں، بلکہ وہ جو چاہے پلک جھپکتے کرنے پر قادر ہے۔

حضرت مریمؑ کے ذکر کے بعد قرآن کا خطاب حضرت عیسیٰؑ کی طرف ہو رہا ہے اور مختلف پہلوؤں سے ان کا ذکر کیا جا رہا ہے، گویا ایک حصہ ختم ہوا اور دوسرا حصہ شروع، جیسے ''اللہ تعالیٰ اسے لکھنا اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھائے گا اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانیاں لایا ہوں، میں تمہارے لیے پرندے کی شکل کی طرح مٹی کا پرندہ بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو اچھا کر دیتا ہوں اور مُردے کو جلا دیتا ہوں، اور جو کچھ تم کھاؤ اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ کرو، میں تمہیں بتا دیتا ہوں، اس میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے، اگر تم ایماندار ہو (آل عمران: ۴۸-۴۹)۔''

یہاں تک تو حضرت مریمؑ اور عیسیٰؑ کا ذکر تھا، اب پھر حضرت عیسیٰ اور ان کی قوم بنی اسرائیل کا ذکر شروع ہو رہا ہے ''اور میں تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں جو میرے سامنے ہے، اور میں اس لیے آیا ہوں کہ تم پر بعض چیزیں حلال کروں جو تم پر حرام کر دی گئی

ہیں، اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی لایا ہوں، اس لیے تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری فرمانبرداری کرو، یقین مانو میرا اور تمھارا رب اللہ ہی ہے، تم سب اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھی راہ ہے (آل عمران: ۴۹-۵۱)۔''

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ کے حوالے سے جن معجزات کا ذکر کیا گیا، ان میں کچھ ایسے ہیں جو بذات خود ان کی نبوت کی کھلی نشانی ہیں کہ ایک معصوم ننھا سا بچہ بچپن میں کچھ کہتا ہے اور بعد میں من و عن وہ واقعات وقوع پذیر ہوتے ہیں، جو کہ کھلی نشانی ہیں غور و فکر کرنے والوں کے لیے، لیکن عجیب اتفاق کہ ان مذکورہ معجزات میں بعض کا تو انجیل میں سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں۔ اسی طرح ان کی سیرت و کردار کا جس عظمت کے ساتھ مختلف آیات اور احادیث صحیحہ اور سلف صالحین کے ذریعہ ذکر کیا گیا، یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو مسلمان کس احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں، اور کیوں نہ ہو جبکہ تمام انبیاء پر ایمان لانا مسلمان ہونے کی شرط ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ''رسول مان چکا اس چیز کو جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی مان چکے، یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے، انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں، اے ہمارے رب اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے (البقرہ: ۲۸۵)۔''

بات آگے بڑھانے سے قبل ہم چاہتے ہیں کہ ان معجزات کا بھی یہاں ذکر کر دیا جائے جو حضرت عیسیٰؑ کے متعلق قرآن کریم میں مذکور ہیں، جس سے یہ سمجھنے میں مزید آسانی ہوگی کہ اسلام میں ان کا کس قدر اونچا مقام ہے۔ ''اللہ کی ہدایت وہ یہی ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کی ہدایت کرتا ہے اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے، سب اکارت ہو جاتے، یہ ایسے تھے کہ ہم نے ان کو کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی تھی۔ سو اگر یہ لوگ نبوت کا انکار کریں تو ہم نے اس کے لیے ایسے بہت سے لوگ مقرر کر دیے ہیں جو اس کے منکر نہیں ہیں، یہ حضرات ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی سو آپ بھی ان ہی کے طریق پر چلیے۔ کہہ دیجیے کہ میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں چاہتا۔ یہ تو صرف تمام جہان والوں کے واسطے ایک نصیحت ہے (الانعام: ۸۸-۹۰)۔'' حقیقت یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے چنندہ برگزیدہ بندے تھے، جن کی دعوت کا ایک ہی مرکزی

پہلو تھا، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان اور عمل صالحہ کی ترغیب۔ مختلف انبیاء کرام کا زمانہ اگرچہ الگ الگ رہا ہے، لیکن اس کے باوجود دعوت ایک جیسی ہی رہی۔ قرآن کریم کے متعدد مقامات پر مختلف انبیاء کرام کا ذکر ہے، اور صرف حضرت عیسیٰ کا کئی سورتوں میں ذکر آیا ہے جیسے آل عمران، النساء، المائدہ، الانعام، الانبیاء اور المومنون وغیرہ۔

ان آیات پر غور کرنے سے ایک بات یہ بھی سامنے آتی ہے کہ تمام انبیاء کرام اللہ کی بندگی میں کس درجہ مخلص اور ریاو نمود سے پاک تھے، نہ انہیں دنیوی جاہ و جلال کی طمع تھی اور نہ منصب و شہرت کی حرص، بلکہ ہر دم رضائے الٰہی کے حصول کی فکر دامن گیر رہتی اور یہ سب کچھ اسی وقت ممکن ہے جب کوئی نفسانی خواہشات سے بالاتر ہو، ورنہ نفس پرستی انسان کو اس قابل نہیں رکھتی کہ وہ عظیم الشان خدمات انجام دے سکے، چنانچہ قرآن کہتا ہے: ''اور آسمان و زمین کی ہر ہر چیز کو بھی اس نے اپنی طرف سے تمہارے لیے مطیع کر دیا ہے، جو غور کریں یقیناً وہ اس میں بہت سی دلیلیں پالیں گے (الجاثیہ: ۱۳)۔''

متعدد انبیاء کرام کی اس صفت کا قرآن میں جدا جدا ان کے ناموں کے ساتھ ذکر آیا ہے۔

''اے ان لوگوں کی اولاد جنہیں ہم نے نوحؑ کے ساتھ چڑھا لیا تھا، وہ ہمارا بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا (الاسراء: ۳)۔''

''آپ ان کی باتوں پر صبر کریں اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کریں جو بڑی قوت والا تھا (ص: ۱۷)۔''

''اور ہم نے داؤد کو سلیمان نامی فرزند عطا فرمایا جو بڑا اچھا بندہ تھا اور بے حد رجوع کرنے والا تھا (ص: ۳۰)۔''

''ہمارے بندوں ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا بھی لوگوں سے ذکر کرو جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔ ہم نے انہیں ایک امتیازی بات یعنی آخرت کی یاد کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا (ص: ۴۵-۴۶)۔''

اور یہی وہ صفات ہیں جو ہمارے نبی حضرت محمدؐ کی ذات گرامی میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں، جس کا قرآن کریم کی مختلف آیات میں تذکرہ کیا گیا ہے، جیسے سورہ الاسراء، النجم، البقرہ، الکہف۔ مختلف موقعوں پر آپؐ کی مختلف صفات کا ذکر کیا گیا اور ہر صفت کے پیچھے یا ہر واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان اور بندگی میں اضافہ ہی اضافہ ہو رہا ہے، جیسے عیسیٰؑ

کا قول کہ ''میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا'' اور یہ فرمان کہ ''حضرت عیسیٰ نے اللہ کی بندگی سے کبھی جی نہیں چرایا اور نہ ہی مقرب فرشتوں نے اس طرح کی کوئی حرکت کی'' گویا ہر اعزاز کو وہ اپنی ذات کے بجائے اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ذات واحدِ پر ان کا توکل اور اعتماد بڑھ جاتا ہے۔

تخلیقِ آدم اور اولادِ آدم کے مختلف مراحل اور مختلف صورتوں کا قرآن کریم میں ذکر کر کے ایک بڑا اہم پیغام ہمیں دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے، وہ جیسے چاہے کرتا ہے۔ آدم کو بنایا گیا پھر ان میں روح پھونکی گئی اور حضرت حوا کو ان کی پسلی سے پیدا کیا گیا، اور پھر جوڑے بنائے اور ان سے اولاد پھیلتی گئی۔ ''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے (النساء : ۱)۔'' اور حضرت مریمؑ کو حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے قبل ذہنی طور پر تیار کیا گیا اور حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے قبل ان کے خاندان میں مختلف معجزاتی واقعات رونما ہوئے۔ پھر ان کی پرورش اور نگہداشت بھی ایک خصوصی انداز سے ہوئی اور حضرت مریمؑ کی حضرت زکریاؑ نے جس انداز سے کفالت کی، اس میں ایک سبق ہے کہ آدمی کسی چیز کی ذمہ داری قبول کرے تو اس کے نبھانے میں آخری حد تک کوشش کرے، نیز ان کی سیرت میں یہ بھی سبق ہے کہ ایک ذمہ داری قبول کرنا گویا ایک امانت اپنے سر لینا ہے، اور اس امانت کے مطابق اس کو نبھانا ضروری ہے اور معاشرے کے لیے بھی ضروری ہے کہ جو لوگ میدانِ عمل میں سرگرم ہیں انہیں کام کے مواقع دیے جائیں، تاکہ بہتر نتائج بر آمد ہو سکیں۔

یہ ہے وہ ایک خاکہ جو قرآن مجید کے مطالعہ سے حضرت عیسیٰؑ، حضرت مریمؑ اور ہمارے نبیؐ کے درمیان رابطہ اور تعلق کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ غرض قرآن مجید میں جگہ جگہ حضرت عیسیٰؑ کی عظمت بیان ہوئی ہے اور ویسے بھی حضرت عیسیٰؑ کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ وہ قیامت سے پہلے دجال کو ہلاک کریں گے اور دین محمدی نافذ کریں گے، نہ کہ انجیل کی طرف لوگوں کو بلائیں گے، کیونکہ شریعت محمدی آخری شریعت ہے جو قیامت تک اپنی چمک دمک اور عظمت و شوکت کے ساتھ باقی رہے گی۔